السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

علما کرام مندرجہ ذیل سائل کے متعلق ازروئے، شریعت کیا فرماتے ہیں ۔

۔ شریعت محمدیہ میں پیرو مرشد بنانا کیاس ہے ؟ ۱

۔اپنے آپ کوکسی پیر کا مرید کہلوانا کیا حکم رکھتا ہے ۔ ؟ ۲

۔ پیر کی بیعت کرنی جائز ہے یا نہیں ؟ ۳

۔ بعض مسجدوں میں کچھ لوگ جمع ہو کر مغرب کی نماز کے بعد سو مرتبہ لاالہ الا اللہ اور سو دفعہ صرف الا اللہ اور سو دفعہ اللہ اور سو دفعہ ہو گا ورد پڑھتے ہیں ۔ پھر کچھ خاموش ہو کر مراقبہ پیر کا تصور کرتے ہیں کیا شریعت میں ایسی صورت ۴ جائز ہے ۔ :

۔ ایسی مسجد میں جس کا نقشہ مندرجہ ذیل ہے نماز جائز ہے یا نہیں ۵

(جہاں لکیر ہے یہ سب چھوٹے دروازے ہیں (نقشہ کتاب سے دیکھیے

۔ بعض لوگوں میں دیکھا گیا ہے کہ کچھ لوگ اکٹھے ہو کر کسی پیر کے گھر جا کر اس کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں جب وہ نکلتا ہے تو تکبیریں کہنے لگ جاتے ہیں اور اس کے آباؤ واجاد کی تعریف میں مدحیہ قصیدے پڑھتے ۶ ہیں ۔ اور نبی صلی اللہ کی تعریف میں شعر پڑھتے ہیں ۔ اس کے پیچھے پیچھے مسجد تک چلے جاتے ہیں ۔ کیا یہ صورت شریعت محمدیہ میں جائز ہے یا نہیں ۔ :

: ۔ مذکورہ بالا مسجد کے دائیں طرف حجرہ ہیں قبروں کے گرداگرد دیوار بنی ہوئی ہے ۔ کہیں سے دس فٹ اونچی ہے کہیں سے پندرہ فٹ اوراقل کیا یہ دیوار قبوروں کی حفاظت کےلیے جائز ہے یا نہیں ۷

۔ مذکورہ بالا مسجد کے حجرہ میں جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد امام ومقتدی داخل ہو جاتے ہیں اور قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں ۔ کیا شریعت میں جائز ہے یا نہیں ۔ ؟ ۸

: ۔ ایک پیر نے کہا کہ میرے آباؤ واجداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے چلے آئے ہیں یہ کیا ہے ۹

۔ ایک پیر کبھی کبھی اپنے مریدوں میں جاتا ہے ۔ اور اپنا ضروری حق جتا کر ان سے روپیہ وغیرہ وصول کرتا ہے اور مریدوں کے دل میں یہ بات جتادی ہے کہ ان کے ال میں پیر صاحب کا حق ہے ۔ اس لیے وہ لوگ اپنے اوپر ۱۰ ضروری جان کر پیر صاحب کو اپنے مال دیتے ہیں ۔ آیا یہ صورت شریعت میں جائز ہے باوجود حاجت مند نہ ہونے کے پیر صاحب لوگوں سے ان کا مال لیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

((الحمد اللہ الذی خلق فسری والذی قدر فھدی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی))

۔ پیر و مرشد کی دو غرضیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ سیدھا راستہ بتائے ۔ گمراہی سے بچائے دوسری یہ کہ شفاعت کرے ۔ قیامت کے دن بخشوائے ۔ سو ان دونوں غرضوں کےلیے آج کل کے مروجہ پیرو مرشد کی ضرورت نہیں ۔ ۱ کیوں کہ پہلی غرض کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

(تزکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنة رسولہ (مشکوۃ

یعنی میں نے تم میں دو امر چھوڑے ہیں جب تک ان دونوں کو تھامے رہو گے گمراہ نہیں ہو گے جو شخص پڑھا ہوا ہو وہ دیکھ کر عمل کرے ۔ جو ناواقف ہو وہ جس عالم سے موقعہ ملے پوچھ کر عمل کرے جیسے سلف کے زمانہ میں دستور تھا ۔ قرآن مجید میں ارشدا ہے ۔

فاسئلوا اھل الذکران کنتم لا تعلمون

اگر تمہیں علم نہ ہو تو علم والوں سے پوچھ

دوسری غرض کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

(اتانی ات من مندربی فخیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ وبین الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ وھی، ملن مات لایشرک باللہ شیئا (رواہ الترمزی وابن ماجہ/مشکوٰۃ

میرے پاس خدا کی طرف سے ایک آنے والا آیا۔ مجھے اختیار دیا کہ تیری نصف امت جنت میں داخل کی جائے یا تو شفاعت کرے میں نے شفاعت اختیار کی شفاعت ہر شخص کو پہنچے گی جو اس حال میں مرگیا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توحید والوں کی شفاعت کریں گے پھر اس غرض سے پیر و مرشد کی کیا ضرورت ہے۔

ایک اور حدیث ہے:

(یشفع یوم القیامۃ ثلثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء (راوہ ابن ماہ، مشکوٰۃ

قیامت کے دن تین قسم کے لوگ شفاعت کریں گے۔ پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہید ان کے علاوہ بعض اور کا بھی ذکر ہے۔ لیکن مروجہ پیر و مرشد کا کہیں ذکر نہیں۔

پھر شفارش کا ذمہ دار وہی شخص ہوسکتا ہے جس کو اپنے خاتمہ کا عل۔ اور یہ نبی کو ہوسکتا ہے۔ یا جس کی بابت نبی کی شہادت ہو۔ دوسرے کو کیا پتہ ہے۔ کہ میرا خاتمہ کیسا ہوگا۔ بڑے بڑے بزرگ اسی خطرہ میں رہے کہ خدا جانے خاتمہ کس حال پر ہوگا۔ بلکہ جن کی جنت کی خوشخبریاں ملیں۔ ان کی کمریں بھی اس خوف سے ٹیڑھی ہوگئیں۔ حضرت عمرؓ اپنی دعا میں روتے ہوئے کہا کرتے تھے۔

(اللھم ان کنت کتبت علی شقوۃ اوذنبا فامحہ فانک تحوما تشاء وتثبت وعندک ام الکتاب فاجعلہ سعادۃ ومغفرۃ (ابن کثیر جلد نمبر ۲۷۰))

اے اللہ اگر تو نے مجھ پر بدبختی لکھی ہے یا گناہ لکھا ہے تو اس کو مٹا دے کیونکہ تو مٹاتا ہے جو چاہتا ہے۔ اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے اور تیرے نزدیک ہے ان کتابوں کی پس اس بدبختی کو نیک بختی کردے اور گناہ بخش دے۔''

عبداللہ بن مسعود بھی یہی دعا مانگا کرتے تھے۔ بلکہ خاتمہ تو آیندہ کی چیز ہے صحابہؓ تو اپنی موجودہ حالت پر بھی اطمینان نہیں رکھتے تھے۔ بخاری کتاب الایمان ہے۔

عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں۔ میں تیس صحابہؓ کو ملا ہوں سب اپنی جان پر نفاق سے ڈرتے تھے جب ان بڑے بڑے بزرگوں کی یہ حالت تھی تو اور کون ایسا پیر و مرشد ہے جو شفاعت وغیرہ کی ذمہ داری لے سکے۔ یہ بالکل واھی (خیال ہے۔ بلکہ ایک طرح کی دوکانداری ہے۔ خدا اس سے بچائے اور طریق سلف پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین

۔ جب اس طرح کا پیر پکڑنا شریعت سے ثابت نہ ہوا چنانچہ نمبر اول میں تفصیل ہوچکی ہے۔ تو نسبت لگانی کیسے درست ہوگی۔ مذہبی نسبت تو ایک ہی پیر و مرشد کی طرف کرنی چاہیے جو سب کا پیر و مرشد ہے۔ یعنی امام اعظم نبی ۲ اکرم محمد مجتبےٰ احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا حدیث کی طرف یا سف کی طرف نسبت کرے۔ جن کی ابتاع ہم پر واجب ہے۔ مثلاً اہل سنت یا اہل حدیث یا سلفی کہلائے تو کوئی حرج نہیں۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناجی فرقے کی علامت یہی فرمائی ہے:

ما انا علیہ واصحابی ما انا علیہ

حدیث ہوئی۔ اور اصحابی سے مراد طریق سلف ہوا۔ سوانہی دور سے اپنی نسبت اور تعلق پیدا کرنا مناسب ہے۔

۔ پیری مریدی کی بیعت کا کوئی تسلی بخش مسئلہ نہیں۔ کیونکہ کہ خیر قروں میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ۳

: ۔ اس قسم کے اذکار قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ یہ خیر قرون میں کسی نے کیئے نہ اماماں دین نے بتائے رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں ۴

من احدث فی امرنا ھذا فھورد

یعنی جو ہمارے دین میں نیا کام جاری کرے گا وہ مردود ہے۔

اب جو صورت سوال میں ذکر ہے اس میں بھی کئی باتیں ہیں۔ ایک وقت مغرب ہمیشہ کے لیے اپنی طرف سے مقرر کرنا پھر سو کی تعداد پر کلمہ کی تقسیم پہلے لا الہ پھر الا اللہ پھر اللہ پھر ہو۔ پھر چپ رہنا اور مراقبہ میں شیخ کا تصور کرنا یہ کتنی باتیں اپنی طرف سے ملائی ہیں۔ جن کا شریعت میں نام و نشان نہیں۔ تو کیا ان لوگوں کے سوا خاتہ کارڈ نہیں۔

خاص کر تصور شیخ تو ایک طرح کا شرک ہے کیوں کہ مشکوٰۃ کے شروع میں حدیث ہے:

ان تعبد اللہ کانک نزاہ فان لم تکزنزاہ فانہ یراک

اللہ کی عبادت اس طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ اگر تجھے یہ مرتبہ حاصل نہ ہو تو کم سے کم تیرے دل میں یہ تو ضرور ہونا چاہیے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے

جو تصور شیخ کرتے ہیں ۔ وہ عبادت غیر اللہ کی صورت دل میں بٹھاتے ہیں ۔ اور اس کی مشق اور ریاضت کرتے ہیں ۔ اور ظاہر ہے ۔ کہ خدا کی جگہ دوسرے کو دینی یہی شرک ہے ۔ اگر صفائی مقصود ہے تو بدعت طریق سے صاف در حقیقت صفائی نہیں بلکہ ظلمت ہے خدا اس سے بچائے ۔ آمین

(عن ابی مرثد الغنویؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصلوا الی القبور ولا تجلسوا علیھا رواہ الجماعۃ الا البخاری وابن ماجہ (منتقی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام زمین مسجد ہے مگر قبرستان اور حمام

(عن اب عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجعلوا من صلوتکم فی بیوتکم والا تتخذوھا قبورا (رواہ الجماعۃ الا ابن ماجہ (منتقی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ نماز گھروں میں پڑھو اور ان کو قبریں نہ بناوَ۔

(عن عائشہؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد (متفق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخیری بیاری میں فرمایا ۔ اللہ یہود و نصاری کو لعنت کرے ۔ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا ۔

(عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تجعلوا بیوتکم مقابر ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرا فیہ سورۃ البقرۃ ۔ (رواہ مسلم ۔ مشکوٰۃ کتاب فضائل القران

اپنے گھروں کو قبریں نہ بناوَ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۃ بقر پڑھی جائے ۔

پہلی حدیث میں بروں کی ژف نماز پڑھنے سے منع فرمایا، سوال میں جس مسجد کا ذکر ہے ۔ اگر اس کے سامنے کے سارے دروازے کھلے ہوں تو نماز قطعاً حرام ہے کیوں کہ قبریں سامنے ہیں اگر دروازے بند ہوں تو بھی ٹھیک نہیں دروازوں کا قبلہ رخ ہونا شبہ ڈالتا ہے ۔ کہ یہ مسجد قبرستان کے متعلق ہے کیونکہ دروازے قبروں کی خاطر رکھے ہیں ایسی مسجد میں نماز ٹھیک نہیں کیوں کہ چوتھی حدیث میں قبروں کو مسجد بنانے میں لعنت کی ہے دوسری حدیث میں قبرستان میں نماز سے منع فرمایا ہے ۔ اور اس کے دائیں بائیں قبروں کا ہونا یہ بھی اس بات کی تائید ہے ۔ کہ یہ مسجد قبرستان کا حصہ ہے ۔ اگر بالفرض مسجد پہلے ہو اور قبریں پیچھے بنی ہوں ۔ تو بھی کچھ خلل آگیا ۔ کیوں کہ تیسری اور پانچویں حدیث میں گھروں کو قبریں بنانے سے نہی کی ہے ۔ اور گھر میں قبر کی یہی صورت ہوتی ہے ۔ کہ گھر کی حدود اور صحن وغیرہ میں بنا دی جائے ۔ دائیں طرف قبر اسی قسم کی معلوم ہوتی ہے ۔ اور دوسری قبروں کا حال بھی مشتبہ ہے ۔ اس لیے ایسی مسجد میں نماز سے احتیاط کرنا چاہیے اگر قبریں یہاں سے ہٹا دی جائیں ۔ اور ہڈیاں دوسری جگہ دفن کی جائیں ۔ تو پھر نماز میں کوئی کھٹکا نہیں ۔ لیکن قبریں اس وقت ہٹائی جا سکتی ہیں ۔ جب مسجد پہلے ہو ۔ کیوں کہ اس صورت میں یہ قبریں خلاف شرع ہوں گی جن کا ہٹانا ضروری ہوگا ۔ ورنہ مسجد کو یہاں سے ہٹانا چاہیے ہاں اگر مشرکوں کی قبریں ہوں ۔ تو ہر صورت میں ہٹائی جا سکتی ہیں ۔ مسجد نبوی اسی طرح بنی تھی ۔ ہاں اگر قبریں حدود سے بالکل الگ ہوں اور مسجد قبرستان کے حصے میں نہ ہو تو پھر ہٹانے کی ضرورت نہیں ۔ مگر قبروں اور مسجد کے درمیان دیوار بنا دینی چاہیے ۔ تاکہ کسی وقت اتفاقیہ مسجد کا کوئی دروازہ کھلا رہ جائے تو نظر نہ پڑے ۔

اس مسئلہ کی کچھ تفصیل سوال نمبر ۶ کے جواب میں دیکھئے

۔ منہ پر تعریف منع ہے ۔ رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منہ پر تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈالو ۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱۲) اکثر پیروں کی مجالس میں ان کے سامنے مدحیہ قصائد مبالغہ آمیز پڑھے جاتے ہیں وہ ۶ بجائے منع کرنے کے خوش ہوتے ہیں ۔ بلکہ اکثر کو دیکھا گیا ہے وہ انعام دیتے ہیں ۔ سو یہ سب حرام کے مرتکب ہوتے ہیں ۔ ہاں نبی کی تعریف منہ پر درست ہے جس کی دو وجہیں ہیں ۔ ایک یہ کہ نبی کو فخر نہیں آسکتا ۔ اللہ ان کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے ۔ دوسری یہ کہ نبی کی بنوت ایمان اور کفر کی کسوٹی ہے اس پر ایمان لانا فرض ہے اس لئے نبی نبوت کا دعوے کرتا ہے ۔ پس جب اس کو اپنے منہ سے نبوت کے دعویٰ کا حکم سوا جو بڑی عالی مقام ہے تو دوسروں کی مدح معمولی بات ہے کسی اور کا یہ مقام نہیں اس لیے خلفا اور بزرگان دین کے سامنے ایسا کا کبھی نہیں ہوا ج ۔

پھر اس طرح گھر سے نکلنا اور اپنی تعظیم کرانا یہ بھی خلاف شرع ہے ۔ اور تواضع کے منافی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت حدیث میں آیا ہے ۔

(ولا یطاء عقبہ رجلان (مشکوٰۃ ص ۳۵۸

آپ کی ایڑی کو دو آدمی نہیں لتاڑتیت ھے ۔ یعنی جیسے دنیاداروں کی عادت ہوتی ہے ۔ کہ ان کے پیچھے خادم ہوتے ہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے نہ تھے ۔ بلکہ آپ کی آمدورفت گھر میں سادی تھی ۔

عن طارق قال خرج عمر الی الشام ومعنا ابو عبیدۃ فقال ابو عبیدۃ وعمر علی ناقۃ لہ فنزل وخلع خفیہ فوضعھما علی عاتقہ فخاض فقال ابو عبیدۃ یا ایر المؤمنین انت تفعل ہذا ما یسرنی ان اھل البلد استشر فوک فقال اوہ ولو قال ذاک غیرک یا ابا ((عبیدۃ جعلتہ نکالا لامۃ محمد انا کنا اذل قوم فاعزنا بالاسلام فمھما نطلب العز بغیر ما اعزنا اللہ بہ اذلنا اللہ ۔ رواہ الحاکم وقال صحیح علی شر لھما

(وترغیب تر ہیب منذری ص ۴۴۵)

حضرت عمرؓ ملک شام کی طرف نکلے ابو عبیدہؓ بھی ساتھ تھے ۔ رستہ میں چھوٹا چھوٹا پانی آیا ۔ حضرت عمرؓ اونٹنی پر تھے ۔ اونٹنی سے اتر کر جوتا اتار کر کندھے پر رکھ لیا ۔ اور اونٹنی کی مہار ہاتھ میں پکڑلی ۔ ابو عبیدہؓ نے کہا اے امیر المومنین آپ ایسا کرتے ہیں ۔ مجھے یہ بات اچھی نہیں لگتی ۔ کہ اہل شہر آپ کو اس حالت میں دیکھیں ۔ فرمایا افسوس! اے ابو عبیدہؓ اگر کوئی اور ایسی بات کہتا تو میں اس کو رتنبیہ کر کے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عبرت بنا دیتا ۔ ہم بہت ذیل قوم تھے ۔ اللہ نے ہمیں اسلام کے ذریعہ سے عزت دی ۔ پس جب اسلام کے علاوہ کسی اور شے میں ہم عزت ڈھونڈیں گے ۔ تو اللہ ہمیں ذلیل کر دے گا ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آج کل پیر جس طرح سے اپنی عزت کراتے ہیں ۔ یہ در حقیقت عزت نہیں بلکہ دوجہاں کی ذلت ہے ۔ اور اسلام کے بالکل خلاف ہے ۔ اعاذنا اللہ منہ ۔

۔ جب گھروں میں قبریں بنانی جائز نہ ہوہیں تو ان کی حاقطت کیسے ہوگی ۔ بلکہ یہ منکر کام ہے ۔ اس کو بدلنا چاہیے ۔ حدیث میں ہے ۔ ۷

یعنی جو شخص کوئی منکر کام دیکھے اس کو حتیٰ الوسع بدل دے پس یہ قبریں اگر مسلمانوں کی ہیں تو ان کی ہڈیاں نکال کر کسی اور جگہ دفن کی جائیں ۔ اگر مشرکوں کی ہیں ۔ تو ویسے صاف کر دی جائیں ۔ ہاں اگر مسجد بعد بنی ہو اور قبریں

مسلمانوں کی ہوں۔ تو مسجد کو یہاں سے ہٹا دینا چاہیے۔

اورقبروں کے اوپر کی بنا گرا دینی چاہیے۔ تاکہ یہ قبریں عام قبرستان کی طرح بن جائیں۔ بلکہ اگر پختہ ہوں تو سرے سے مسمار کردی جائیے جیسے علیؓ کی حدیث الاسویتہ (مشکوۃ) سے بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ کم سے کم سنت کے مطابق کچی کردی جائیں۔ کیوں کہ حدیث میں ہے۔

(نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحصص القبوروان یکتب علیھا وان توطاء (رواہ الترمذی۔ مشکوۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ کرنے سے نہی کی ہے۔ نیز اس پر لکھنے اور لتاڑنے سے نہی کی ہے۔

۔ ان قبروں کی زیارت کےلیے جانا اس وقت مسنون ہے جب قبریں سنت کے مطابق ہوں ورنہ منکر امر کے قیام کے اسباب پیدا کرنا اور ہمیشہ ہر جمعہ کو اجتماعی حالت میں ان کی زیارت کرنا جس سے عوام کے دل یں ان ۸ قبروں کی اچھی حالت پر ہونے کا جذبہ پیدا ہو یہ ٹھیک نہیں۔

۔ اس قسم کا دیکھنا بیداری میں تو کہیں رہا۔ خواب میں بھی خدا کی طرف سے نہیں ہوتا۔ خیر القرون میں اور بعد میں بہتیر سے بزرگ گزرے ہیں۔ مگر کبھی کسی کو مقرر طور پر ہمیشہ اس طرح خواب نہیں آیا۔ یہاں تک کہ موروثی ۹ ہوگیا ہو۔ بلکہ بغیر موروثی ہونے کے بھی اس طرح نہیں آیا۔ ہاں لوگوں کے حیلے اور عملیات ایسے ہوسکتے ہیں۔ تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۴۰ ص ۲۴۹ میں ایک لمبی حدیث ذکر کرگئی ہے۔

ہشام بن حاصؓ اموی کہتے ہیں۔ کہ میں اور ایک شخص ابو بکر کی طرف سے ان کی خلافت کے دنوں میں ہر قل بادشاہ روم کے پاس قاصد ہو کرگئے۔ تو اس دربار میں زبان سے کلمہ لا الہ اللہ واللہ اکبر نکلا۔ یہ کلمہ نکلتے ہی وہ محل اس طرح ہلنے لگا۔ جیسے آندھی سے درخت ہلتا ہے۔ دو دفعہ اسی طرح ہوا۔ ہر قل نے کہا اپنے گھروں میں جب تم یہ کلمہ پڑھتے ہو ہمیشہ اسی طرح ہوتا ہے۔ کہا نہیں۔ کہنے لگا اگر تمہارے میں ہمیشہ ایسا ہوتا تو میں اپنا نصف ملک خوشی میں (الٹا دیتا ہم نے کہا کیوں؟ کہا اگر ایسا ہوتا ہوتا تو یہ نبوت کا اثر نہ ہوتا بلکہ لوگوں کے حیلوں اور عملیات کی قسم کا ہوتا (جس کا مجھے کوئی خطرہ نہ تھا

دیکھئے اہل کتاب بھی اس بات سے واقف تھے۔ کہ جو باتیں خدا کی طرف سے بندے کی بزرگی اور کرامت کے اظہار کےلیے ہوتی ہیں۔ وہ اتفاقی ہوتی ہیں۔ چنانچہ صحابہ وغیرہ کے حالات سے ظاہر ہے۔ موروثی طور پر خواب کا چلنے آنا یہ عملیات کی قسم سے ہے۔ پھر اعتبار نہیں۔ کہ کہنے والا پیر سچ کہتا ہے یا جھوٹ۔ اگر سچ کہتا ہے تو اس کو کیا پتہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل ہے۔ یا کسی اور کی بہر صورت یہ کوئی بزرگی کی علامت نہیں ہے۔

۔ قرآن وحدیث میں کہیں نہیں آیا۔ کہ پیروں کا حق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے بلکہ زکوۃ جو سال بسال غنی مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے وہ اہل بیت پر حرم ہے۔ یہ ان لوگوں کے گزرارے کا ڈھنگ بنایا ہے۔ لوگوں کو ۱۰ (جھوٹ مسئلے بتلا کر حرام کھاتے ہیں۔ خدا ان کو ہدایت کردے۔ (اخبار تنظیم اہلحدیث لاہور جلد نمبر ۱۳ ش نمبر ۵

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاوی علمائے حدیث]

جلد09ص14-22

محدث فتویٰ